تیرے لوٹ آنے تک

ظلیٰ نعیم گل

یہ وہ اب تک جان نہ پائی تھی۔

"آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں اخ کہ پاپا کی طبیعت ٹھیک نہیں؟" اس نے کسی قدر خفگی بھرے انداز میں توارہا سے استفسار کیا۔

"میں نے شیرازی انکل کو فون کردیا ہے وہ آرہے ہیں انہیں دیکھنے۔ ڈونٹ وری۔" اب کہ ذرا نرمی سے لیکن سپاٹ چہرے کے ساتھ کہا۔

"پاپا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اخ اور آپ اتنے سکون سے بیٹھے یہ کہہ رہے ہیں کہ شیرازی انکل کو فون کردیا ہے' وہ آرہے ہیں۔ کیا آپ انہیں دیکھا...... کیا ہوا ہے انہیں...... یہ جاننے کی کوشش کی؟ آپ ایسے تو کبھی نہیں تھے اخ تو پھر اب آپ ایسے......"

"تو' کیا کروں میں' چلاؤں' شور مچاؤں' آسمان سر پر اٹھالوں' کیا کروں میں ہاں؟ اور پھر کس کے لیے ان کے لیے جو......" اس نے یکلخت کچھ کہتے کہتے اپنے لب بھینچ لیے۔ طئیعہ حیرت سے دنگ اسے غصے میں یوں چلاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اسے قطعی یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ توارہا کے سامنے کھڑی ہے۔ توارہا نے بنا اس کی جانب دیکھے چیئر کو زور سے ٹھوکر لگائی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

کتنی ہی دیر بے یقینی سے اس راستے کو دیکھتی رہی جہاں سے توارہا گزر کر گیا تھا۔ پھر گہری سانس خارج کرتے ہوئے پاپا کے روم میں چلی آئی۔ وہ آنکھیں بند کیے ابھی تک بستر پر دراز تھے۔ وہ آہستگی سے بنا آواز کیے ان کے بیڈ کے قریب چلی آئی اور ان کے ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ ٹمپریچر نہیں تھا' نرم ہاتھ کا لمس محسوس کرکے انہوں نے فوراً آنکھیں کھولیں۔

"آر یو آل رائٹ پاپا؟" انہیں آنکھیں کھولتے دیکھ کر اس نے آہستگی سے دریافت کیا۔

"یس ڈیئر آئی ایم پرفیکٹلی آل رائٹ۔" دھیرے سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"دس از ناٹ فیئر پاپا' آپ کی طبیعت خراب تھی تو مجھے کیوں نہیں بلوالیا۔ بلانا تو درکنار مجھے بتایا تک نہیں۔" منہ پھلاتے ہوئے قدرے ناراضگی بھرے انداز میں کہا۔

"ڈونٹ وری بچے' اب تم آگئی ہو ناں' اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

"اگر میرے آجانے سے آپ ٹھیک ہوجاتے ہیں تو پہلے کیوں نہیں بلوایا مجھے اور کہاں ٹھیک ہیں آپ آنکھیں تک تو کھل نہیں رہیں۔" پیار بھرے انداز میں فکرمندی کا عنصر نمایاں تھا۔ وہ اس کے انداز پر دھیرے سے مسکرادیے۔ اپنے لیے اس کے انداز میں فکر دیکھ کر بہت اچھا لگا تھا۔ بنا کچھ بولے انہوں نے دوبارہ سے آنکھیں موندھ لیں۔ طئیعہ ان کے چہرے کی زرد رنگت دیکھ کر ایک دم گھبرا سی گئی۔

"آپ ٹھیک ہیں نا پاپا؟" پریشانی سے اس نے استفسار کیا۔

"میں ٹھیک ہوں بچے' پریشان مت ہو۔ توارہا آفس چلا گیا؟"

"پتا نہیں' شاید چلے گئے ہوں' یہ شیرازی انکل بھی ناں' جانے کہاں رہ گئے۔ میں کال کرکے معلوم کرتی ہوں۔" نظریں چراتے ہوئے بظاہر بے نیازی سے کہہ کر آگے بڑھی۔ انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑلیا۔

"کیا ہوا طئیعہ' توارہا نے آج پھر میری گڑیا کو ناراض کردیا کیا؟"

"نہیں تو پاپا ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔" سر جھکائے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ہوئے انگلیاں چٹخانے لگی تھی۔
"ہمارے بچے کو تو جھوٹ بولنا بھی نہیں آتا۔" وہ دانستہ بشاش انداز میں گویا ہوئے۔ اس نے ذرا سی پلکیں اٹھا کر ان کی جانب دیکھا وہ بھی اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ اس کی آنکھیں بھر آئیں' اس نے فوراً نظریں چرالیں۔
"تو ارہا کی باتوں کا برامت مانا کرو بیٹا۔ وہ بہت اکیلا ہوگیا ہے' ان دنوں۔ وہ بہت تنہا محسوس کرنے لگا ہے خود کو شاید اسی لیے اس کے لہجے میں تلخی در آئی ہے' ورنہ تم تو اپنے اخ کو جانتی ہوناں' تمہارا اخ ایسا ہے کیا؟" پیار سے اسے سمجھاتے ہوئے انہوں نے پر شفقت انداز میں اس کی جانب دیکھا۔
اس نے بے ساختہ نفی میں سر ہلا دیا۔ اپنے پاپا پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا' توارہا کے اپنے لیے سرد و سپاٹ رویے سے وہ اچھی طرح واقف تھے لیکن پھر بھی اظہار نہیں کرتے تھے اس نے بے ساختہ جھک کر ان کے ماتھے پر بوسہ دیا۔
"آئی لو یو پاپا' رئیلی لو یو۔"
"آئی لو یو ٹو میرے بچے۔" تبھی شیرازی انکل چلے آئے اس نے تیزی سے اپنے آنسو صاف کیے اور ان کی جانب متوجہ ہوگئی۔
"السلام علیکم انکل!"
"وعلیکم السلام بیٹا' کیسی ہو؟" اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے استفسار کیا۔
"میں بالکل ٹھیک ہوں انکل' آپ بس میرے پاپا کو دیکھیے ان کی طبیعت ٹھیک نہیں۔"
"کیوں بھئی' کیا ہوا اس بڈھے کو؟"
"بڈھا......؟" وہ ایک دم چلائی۔ "یہ زیادتی ہے انکل آپ میرے گریس فل ڈیشنگ' ینگ اور اسمارٹ سے پاپا کو بڈھا نہیں کہہ سکتے۔" اس نے مصنوعی خفگی سے ان کی جانب دیکھا۔
"لو بھئی' شیر جوان' تمہاری شیرنی بیٹی تو تمہاری سپورٹ میں تن کر سامنے آن کھڑی ہوئی۔ اب تو ہم دوست سے مذاق بھی نہیں کرسکتے۔" انہوں نے مصنوعی انداز میں برا مانتے ہوئے شرارت سے ان کی جانب دیکھا۔
"یہ غلط ہے انکل' میں نے یہ کب کہا' آپ اپنے دوست سے مذاق نہیں کرسکتے۔ آفٹر آل آپ دوست ہیں اور دوستوں کا تو حق ہوتا ہے' لیکن میرے پاپا کو بڈھا نہیں کہہ سکتے۔" انداز میں بے حد معصومیت تھی۔
"ٹھیک ہے بھئی' نہیں کہتے اس شیر جوان کو بڈھا' اگر آپ کی پرمیشن ہو تو اس بڈھے...... آئی مین شیر جوان کا چیک اپ کرلیں۔" ان کے تیزی سے بات بدلنے پر حسن بخاری کے ساتھ ساتھ طنیعہ بھی قہقہہ لگا کر ہنس دی۔
"اوکے انکل آپ پاپا کا چیک اپ کریں میں تب تک آپ کے لیے اچھی سے چائے لے کر آتی ہوں۔" ہنسی روکتے ہوئے اس نے کہا اور ان کے سر ہلانے پر باہر نکل گئی۔

......☆☆☆......

"گڈ مارننگ سر!" فضہ کی آواز پر اس نے سرسری سی نظر اس پر ڈالی۔
"گڈ مارننگ۔ میرے کیبن میں آیئے۔" بنا رکے آہستگی سے کہا اور اپنے کیبن میں چلا آیا' تبھی کچھ یاد آنے پر سیل پر نمبر پش کرنے لگا۔
"مے کم ان سر۔" فضہ کی آواز پر اس نے چونک کر دروازے کی سمت دیکھا اور سر کے اشارے سے اسے اندر آنے کے لیے کہا۔ الوداعی کلمات ادا کرکے کال ختم کردی۔
"میں نے آپ کو اسائنمنٹ دیا تھیں فضہ' کیا آپ نے وہ ای میل کردی۔"
"یس سر۔ وہ تو میں نے کل ہی ای میل کردی تھیں۔"
"اوکے' آج کے پروگرامز کی ڈیٹیل کیا ہیں؟"
فائل کھولتے ہوئے اس نے مصروف سے انداز میں استفسار کیا۔
"سر آج ارسلان حیدر کے ساتھ آپ کی میٹنگ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ہے۔ لنچ بھی انہی کے ساتھ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ سلمان صاحب کے ساتھ اپائنٹمنٹ فکس ہے۔ بس آج کے یہی پروگرامز ہیں۔‘‘

’’دھینکس اب آپ جاسکتی ہیں۔‘‘ اس کے جانے کے بعد وہ فائل کی جانب دوبارہ متوجہ ہوا۔ تب ہی اس کا سیل فون بج اٹھا۔ اس نے بنا سر اٹھائے مصروف سے انداز میں سیل اٹھایا۔ سیل کی اسکرین پر جگمگاتا طیبہ کا نام دیکھ کر اس کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آن رکی۔ فوراً ہی بٹن پش کیا۔

’’بولو گڑیا!‘‘ جب اس پر بہت زیادہ پیار آرہا ہوتو وہ یونہی اسے گڑیا کہتا اور آج صبح والے واقعے کے بعد وہ کافی گلٹی بھی فیل کررہا تھا اسی لیے لاڈ کچھ زیادہ ہی امنڈ آیا۔

’’میں آج آفس نہیں آؤں گی اخ۔‘‘ دوسری جانب سے بلاتوقف کہا گیا۔ آواز میں ناراضگی جھلک رہی تھی۔ وہ مسکرادیا۔ لیکن اسے محسوس ہونے نہ دیا۔

’’کیوں؟‘‘ قدرے سختی سے استفسار کیا۔

’’میرا دل نہیں چاہ رہا اخ۔ پلیز آج مجھے لیو دے دیں ناں۔ پلیز پلیز...... پلیز اخ۔‘‘

’’اوکے......اوکے مت آنا۔ ویسے بھی آج تمہارے لیے کچھ زیادہ ورک نہیں ہے۔‘‘

’’رئیلی اخ۔ یہ آپ کہہ رہے ہیں۔‘‘ وہ حیرت سے تقریباً چلائی۔

’’آف کورس ڈیئر، یہ میں ہی کہہ رہا ہوں۔‘‘ اس کے انداز پر وہ دھیرے سے مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔

’’او تھینک یو اخ۔ تھینک یو سو مچ...... یاہو۔‘‘ بے ساختہ خوشی اور جوش سے وہ چلائی۔ اس کے انداز پر تواریا کو احساس ہوا کہ اس نے طیبہ پر ضرورت سے زیادہ ذمے داری ڈال دی ہے۔ ایٹ لیسٹ کچھ تو ریلیف دینا چاہیے تھا۔ یہی سوچ کر اس نے طے کیا تھا کہ وہ طیبہ پر بے جا ذمے داری نہیں ڈالے گا۔ اس فیصلے پر پہنچ کر اس نے طمانیت سی محسوس کی تبھی بے دھیانی میں سیل ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس کا ہاتھ اس کے وائلٹ سے ٹکرا گیا اور نیچے گر گیا۔ ایک پل کو چونک کر اس نے نیچے گرے وائلٹ کو دیکھا اور دوسرے ہی لمحے اسے اٹھانے کے لیے جھکا۔ تبھی اچانک اس کی نظر وائلٹ میں موجود ہنستی مسکراتی تصویر پر گئی اس کا بڑھا ہوا ہاتھ وہیں رک گیا۔ کتنے ہی پل وہ ساکت سا نظریں جمائے دیکھتا رہا پھر بالکل غیرارادی طور پر وائلٹ اٹھایا۔ کتنی ہی دیر بنا پلکیں جھپکے دیکھتا رہا۔

’’محبت تو انسان کو مضبوط بناتی ہے یہ تم نے ہی کہا تھا ناں تو پھر اب تم کیسے اتنی کمزور ہوگئیں مسز تواریا حسن بخاری کیوں تم نے...... اگر مجھ پر میری محبت پر بھروسہ نہیں تھا تو ایٹ لیسٹ خود پر تو بھروسہ کرتیں۔ میں کبھی تمہیں ٹوٹنے نہ دیتا، کبھی بکھرنے نہ دیتا، لیکن تم نے تو مجھے ایک ہی پل میں آسمان سے زمین پر پٹخ دیا۔ بہت ہرٹ کیا ہے تم نے مسز تواریا حسن بخاری بہت ہرٹ کیا ہے تم نے مجھے۔‘‘ بے پناہ اذیت محسوس ہوئی اس لمحے دل میں پھر سے درد جاگ اٹھا تھا۔ اس نے بے ساختہ اس کی تصویر کو سینے پر رکھ کر پلکیں موندھ لیں۔

......☆☆☆......

’’آغا مینا۔‘‘ وہ اپنے ہی دھیان میں تیزی سے قدم بڑھا رہی تھی تبھی کسی کے زور سے پکارنے پر رک گئی۔ پلٹ کر دیکھا تو وہ اس کی کلاس فیلو دیبا تھی۔

’’اوہ دیبا۔‘‘

’’ہائے آغا مینا۔‘‘

’’ہیلو۔‘‘ اس نے بھی مسکراتے ہوئے ہیلو کہا۔

’’کیسی ہو آغا مینا؟‘‘

’’فائن تھینکس۔ کوئی کام تھا مجھ سے؟‘‘ مسکراتے ہوئے استفسار کیا۔

’’ہاں ایکچوئیلی مجھے تمہاری ہیلپ چاہیے۔‘‘ اس نے کچھ جھجکتے ہوئے کہا۔ آغا مینا کو حیرت ہوئی۔

’’ہاں کیوں نہیں تم کہو ناں اگر ممکن ہوا تو ضرور۔‘‘

’’آں...... ایکچوئیلی آغا مینا مجھے تم سے وہ نوٹس چاہئیں جو تم نے طیبہ کے لیے بنائے ہیں صرف ایک دن کے لیے پلیز۔‘‘

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
READING Section

"لیکن دیباوہ تو مجھے آج ہی طیعبہ کو دینے ہیں۔ اگر آج اسے نوٹس نہ ملے تو وہ تو میری جان کھا جائے گی۔ جانتی تو ہوناں اسے۔" دیبا بہت اچھی لڑکی تھی' بہت کم وہ کسی کی ہیلپ لیتی تھی' بلکہ خود دوسروں کی مدد کرتی تھی ان معاملات میں۔ اسی لیے آغا مینا کو بہت برا لگ رہا تھا اسے منع کرتے ہوئے۔

"تم ایسا کرو وہ نوٹس مجھے یونیورسٹی آف ہونے تک دے دو۔ میں کسی بھی طرح کمپلیٹ کرلوں گی۔ پلیز آغا مینا۔ منع مت کرنا۔ مجھے ارجنٹ چاہیے پلیز۔" اب کے وہ التجائیہ انداز میں گویا ہوئی تھی۔ آغا مینا کشمکش و پنج میں مبتلا ہوگئی تھی۔ چند پل سوچتے رہنے کے بعد ایک فیصلے پر پہنچ کر اس نے منتظر کھڑی دیبا کی جانب دیکھا۔

"ٹھیک ہے' میں تمہیں یونیورسٹی آف ہونے تک نوٹس دے دیتی ہوں' تم پلیز کمپلیٹ ضرور کرلینا۔ اوکے۔"

"اوہ آغا مینا' تھینکس یار تھینک یو ویری مچ۔"

"اٹس اوکے' یہ لو۔" مسکرا کر کہتے ہوئے اس نے نوٹس اس کی جانب بڑھا دیے۔ وہ تشکرانہ نظروں سے دیکھتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ وہ بھی متلاشی نگاہوں سے طیعبہ کو دیکھتی ہوئی آگے بڑھنے لگی تبھی اس کی کال آ گئی۔

"کہاں ہو یار؟ کتنی دیر سے میں تمہیں ڈھونڈ رہی ہوں۔" چھوٹتے ہی تیزی سے استفسار کیا۔

"کیا؟ لیکن تم اس ڈیپارٹمنٹ میں کیا کررہی ہو؟" اس نے حیرت سے استفسار کیا۔

"تم بھی نہ حد کرتی ہو اگر آج خوش قسمتی سے تم ٹینشن فری ہو تو ایٹ لیسٹ مکمل پریڈز تو اٹینڈ کرلو۔ تمہیں اپنی فضول قسم کی ایکٹوٹیز سے ہی فرصت نہیں۔" آغا مینا نے قدرے غصے سے کہا۔

"تمہارے لیے نوٹس بنا بنا کر میں تھک جاتی ہوں' لیکن پھر بھی تمہیں کچھ نہیں کہتی۔ یہی احساس ہوتا ہے کہ تم کو مجبوری ہے' بوجھ لدا ہوا ہے ناتواں کندھوں پر' لیکن نہیں' یہ میری غلط فہمی ہے' تمہیں عادت ہوگئی ہے اپنے کام مجھ سے کروانے کی۔ سنا تم نے۔ ایک ذمہ داری نبھاتے نبھاتے دوسری بھول بیٹھی ہو اور کچھ نہیں۔ اوکے جلدی آؤ میں تمہارا انتظار کررہی ہوں۔" اسے سخت سست سنا کر اس نے کال اینڈ کردی اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔

"کبھی نہیں سدھرے گی۔" سیل بیگ میں رکھتے ہوئے وہ دھیرے سے بڑبڑائی تھی۔ تبھی دھیان نہ ہونے کے باعث سامنے سے آتے شخص سے ٹکرا گئی چونک کر سامنے دیکھا تھا' سرد و سپاٹ تاثرات لیے شخص کو دیکھ کر اس کے چہرے پر ناگواریت پھیل گئی۔

"اگر آپ کو پبلک پلیس پر چلنے کی تمیز نہیں ہے تو گھر پر کیوں نہیں بیٹھ جاتیں۔ ایٹ لیسٹ دوسروں کو ٹینشن دینے اور خود کو ڈی گریڈ کرنے سے تو بچ ہی سکتی ہیں۔" تمسخرانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا۔ اس نے ناگواری سے دیکھا' تیوری پر بل پڑ گئے۔

"چلیں مجھے تمیز نہیں ہے چلنے کی' آپ کو تو ہے ناں؟ آپ دیکھ کر نہیں چل سکتے تھے کیا؟" آغا مینا کی ڈھٹائی پر اس کے چہرے کے تاثرات بگڑے۔

"جب کوئی جان بوجھ کر ٹکرانے کی کوشش کرے تو احتیاط کہاں تک کی جاسکتی ہے مس آغا مینا صاحبہ؟" اس کے ایک ایک لفظ کو چبا چبا کر ادا کرنے پر آغا مینا نے چونک کر دیکھا۔

"واٹ! میں آپ سے جان بوجھ کر ٹکراتی ہوں۔ ایکسکیوز می مسٹر۔ مبالغہ آرائی کی بھی حد ہوتی ہے' پہلے کب ٹکرائی ہوں یوں آپ سے۔ جس کا حوالہ آپ مجھے دے رہے ہیں اور جو میرے علم میں نہیں۔" وہ کبھی یوں ہائپر نہیں ہوتی تھی۔ لیکن یہ شخص جانے کیوں اس کے غصے کا سبب بن رہا تھا' اس کی وجہ سے وہ ٹمپر لوز کرنے لگی تھی۔

"اوہ رئیلی...... بھولپن میں تو لگتا ہے پی ایچ ڈی کی ہے محترمہ نے۔" دل ہی دل میں ناگواری سے کہتے ہوئے طنزیہ اس کی جانب دیکھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"آئی ڈونٹ تھنک سو مسٹر زادیار آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟ اینڈ بائی دا وے واٹ از رونگ ود یو۔" پہلی بار اور پھر دوسری بار بھی آپ اسی طرح بی ہیو کر رہے تھے اور آج بھی۔ آخر آپ کو پرابلم کیا ہے؟ کیا آپ کو عادت ہے ہر کسی پر اپنی ناگواری ظاہر کرنے کی؟ آپ نے......"

"اسٹاپ اٹ۔ جسٹ اسٹاپ اٹ اوکے' آج تک میں نے کسی کو اجازت نہیں دی ہے کہ کوئی یوں مجھ سے اس انداز میں بات کرے کہ میری ذات ڈائریکٹ...... ہٹ' اینی وے' مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے آپ سے اور آپ کی باتوں سے' لیکن مائنڈ اٹ مجھ سے آئندہ ٹکرانے کی کوشش مت کرنا' کیونکہ مجھے بظاہر یہ اتفاقی تصادم بالکل پسند نہیں۔" انگلی اس کی جانب کیے وہ اسے وارن کر رہا تھا۔ وہ اس کی بات پر کیا غور کرتی وہ تو اس کے ان لفظوں پر ہی اٹک گئی تھی۔ "بظاہر اتفاقی تصادم" اسے ایک دم جھٹکا لگا۔

"ایکسکیوز می مسٹر' آپ کو لگتا ہے میں آپ سے جان بوجھ کر ٹکراتی ہوں' ہوش میں تو ہیں آپ؟ اینڈ بائی دا وے آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھ سے اس طرح بات کرنے کی؟ میں آپ کا لحاظ کر رہی ہوں صرف آپ کے دوست کی وجہ سے اور آپ جو منہ میں آرہا ہے بک رہے ہیں۔" دوسری جانب زادیار کو اس کے لب و لہجے پر خاصی ناگواری محسوس ہوئی۔ تیوری پر بل اور گہرے ہوگئے تھے۔

"مائنڈ یور لینگویج مس' حد سے تجاوز کرنے والے لوگ مجھے ازحد ناپسند ہیں۔"

"آئی ڈونٹ کیئر' آپ کو کیا پسند ہے اور کیا ہے' مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن جس طرح آپ نے مجھے سمجھا ہے اس سے مجھے بہت فرق پڑتا ہے' آپ نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں جان بوجھ کر آپ سے ٹکراؤں گی اور وہ بھی بار بار۔" اس نے بے یقینی سے اپنے سامنے کھڑے زادیار کو دیکھا' جو وہاں مجبوری کے تحت کھڑا تھا غالباً اس کی بات پر قدرے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔ پھر تمسخرانہ انداز میں مسکرادیا۔ دوسرے ہی پل اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

کے ہونٹ سمٹ گئے۔

"ایکٹنگ بہت اچھی کرلیتی ہیں' گڈ ویری گڈ۔"

"واٹ......؟ آپ......آپ......" اسے کچھ سجھائی نہ دیا تو غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں' زاویار اگنور کیے آگے بڑھ گیا۔

"ایکسکیوزمی' آپ یوں اپنے الفاظ کی وضاحت کیے بنا نہیں جاسکتے۔" اس کی چوڑی پشت کو گھورتے ہوئے اس نے قدرے اونچی آواز میں کہا۔ وہ رک گیا مگر پلٹا نہیں۔

"میں وضاحت دینا ضروری نہیں سمجھتا۔" سخت اور کھردرے لہجے میں کہہ کر وہ رکا نہیں لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا اور وہ کتنی ہی دیر بے یقینی سے اس سمت دیکھتی رہ گئی۔

......☆☆☆......

"اوگاڈ! نوناٹ اگین۔" حسب معمول اردگرد نظریں دوڑاتے ہوئے اس نے یونہی اپنے سامنے دیکھا اس کا موڈ بری طرح آف ہوگیا۔ چہرے کے زاویے بگڑ گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ راستہ بدلنے کا سوچتی اس کی نظر اس پر پڑ گئی مگر پھر بھی اس نے پروانہ کی۔ اور اسے نظرانداز کرتے ہوئے رخ بدل گئی۔

"ایکسکیوزمی طفیہ' پلیز ایک منٹ۔" اس کے اتنے بے تکلفی سے پکارنے پر اس نے حیرت' غصے اور کوفت سے اپنے لب بھینچے اور اس وقت کو کوسا جب اس سے اس کی ملاقات ہوئی تھی۔ اور دل ہی دل میں آغا بینا کو گالیاں دیں جس نے کتنی ہی بار اس اجنبی کے سامنے اس کا نام پکارا تھا مگر اب کیا ہوسکتا تھا' جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا' اب اس ہو چکے کو اس نے بھگتنا تو تھا ہی۔

"آپ کی پرابلم کیا ہے مسٹر! اور بائی داوے آپ کو ہمت کیسے ہوئی مجھ سے بے تکلف ہونے کی۔" کڑے تیوروں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے دریافت کیا۔

"آئم سوری۔ مجھے آپ کو یوں پکارنا پڑا لیکن میں بھی کیا کروں؟ آپ رکتی بھی تو نہیں۔" انداز میں کسی قدر معصومیت اور جھنجلاہٹ پنہاں تھی' طفیہ کو ہنسی تو آئی مگر کنٹرول کرگئی۔

"کہیے! اب آپ کو کیا پہچان کروانی ہے اپنی؟" اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے گہری سانس خارج کی اور قدرے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"ابھی تک پہچان ہوئی ہی کب ہے مس طفیہ صاحبہ۔" گہرے لہجے میں جانے کیا باور کرانا چاہا تھا وہ سمجھ نہ پائی۔

"جی نہیں۔ سخت قسم کی غلط فہمی کا شکار ہیں آپ' پہچان تو میں آپ کو پہلی ملاقات میں گئی تھی۔"

"اوں ہوں' غلط' انسان کی پہچان تو سب سے پہلے اس کے نام سے ہی کی جاتی ہے۔ اب بھلا نام کے بغیر آپ کسی کو کیسے پہچان سکتے ہیں اور آپ نے ابھی تک میرا نام تو جانا ہی نہیں تو پہچان کیسے سکتی ہیں؟" گہری نگاہوں سے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے غیر سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"اور ریئلی؟" خاصی تمسخرانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آف کورس' ویسے مجھے نہیں لگتا کہ آپ میرا نام جاننا چاہیں گی۔"

"خاصے عقل مند ہیں آپ اور میں خوامخواہ آپ کو بے وقوف سمجھتی رہی۔" تمسخر اس کی آنکھوں اور لہجے میں بھی عیاں تھا۔ ارقام نے جھینپ کر اپنا کان کھجایا۔

"بائی داوے آپ یہاں کسی خاص وجہ سے تشریف لائے ہیں۔" اسے حیرت ہوئی تھی اس کی مستقل مزاجی پر۔

"جی ہاں' بہت خاص الخاص وجہ ہے۔ ایکچوئلی جس وجہ سے باقی اسٹوڈنٹس اور خود آپ بھی یہاں تشریف لاتی ہیں۔ ہمارے یہاں آنے کی بھی بس یہی وجہ ہے۔"

"واٹ؟" اسے جھٹکا سا لگا تھا۔ پھر دوسرے ہی لمحے گڑبڑا سی گئی۔

"نہیں آئی مین' آپ اس عمر میں یہاں پڑھنے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آئے ہیں؟“

”اس عمر میں کیا مطلب ہے بھئی؟ کیا ہوا ہے میری عمر کو۔ ابھی عمر ہی کیا ہے میری؟“ قدرے برا مانتے ہوئے استفسار کیا۔

”جی ہاں، ننھے کاکے ہیں ابھی۔“ وہ اس کی بات پہ دل ہی دل میں بڑبڑائی۔

”میں نے خود کتنے ہی ادھیڑ عمر بلکہ بوڑھوں کو گریجویشن کی ڈگری لیتے ہوئے دیکھا ہے اور میں تو پھر بھی اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کررہا ہوں۔“

”اف ہو بھئی، آپ تو برا ہی مان گئے ایم سوسوری، ریئلی سوری، مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ ”مرد“ بھی لڑکیوں کی طرح ایج کانشس ہوتے ہیں۔“ لہجے میں ہمدردی سموتے ہوئے قدرے طنزیہ انداز میں گویا ہوئی تو وہ گڑبڑا سا گیا۔

”نہیں خیر، ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو بس آپ کی حیرت کو دیکھ کر وضاحت کررہا تھا۔“

”لیکن میں نے کب وضاحت مانگی ہے آپ سے؟“ آنکھیں جھپکتے ہوئے خاصی حیرانگی سے دیکھا۔

”آپ نے نہیں مانگی مگر میں نے تو دے دی ناں۔ میرا فرض بنتا تھا، ایکچوئیلی میرا ذاتی خیال ہے کہ کبھی کبھی وضاحتیں دے دینی چاہئیں وہ کیا ہے ناکہ مستقبل میں غلط فہمیوں سے بچ جاتا ہے بندہ۔“

”نو...... نو...... آپ کے بارے میں کم از کم مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوسکتی۔ ویسے بھی مجھے آپ سے کسی بھی قسم کی کوئی وضاحت نہیں چاہیے۔ وہ کیا ہے ناکہ مجھے اجنبیوں کی وضاحت لینا گوارا نہیں ہے۔“ بظاہر بہت سکون سے لیکن درحقیقت طنزیہ انداز میں باور کرایا تھا۔

”ارے آپ ابھی تک مجھے اجنبی سمجھتی ہیں۔“ خاصی حیرت اور بے یقینی سے دیکھا گیا۔

”جی آپ آپ کو ہی میں اجنبی سمجھتی ہوں۔“ اسی کے انداز میں گویا ہوئی۔

”دس از ناٹ فیئر طیبہ، یہ زیادتی ہے یار، میں آپ کو

حق مہر

آؤ کہ ہم نکاح دوستی
کرلیتے ہیں تم سے
تم جہیز میں اپنے غم لانا
اور میں......
حق مہر میں اپنی ساری
خوشیاں دیتا ہوں

فریحہ شبیر...... شاہ نکڈر

پہلی ملاقات سے ہی اپنا سمجھنے لگا ہوں اور آپ......“

”دس اینف مسٹر! اب یہ بہت زیادہ ہورہا ہے، میں آپ سے بہت آرام سے بات کررہی ہوں تو اس کا یہ قطعی مطلب نہیں کہ آپ کے جو دل میں آئے کہتے چلے جائیں۔“ اس کا لفظ ”اپنا“ پر زور دینے پر وہ بری طرح چونکی تھی۔ ازحد ناگواری سے دیکھا اور گہری سنجیدگی سے دو ٹوک انداز میں گویا ہوئی۔ ارقام گڑبڑا سا گیا۔

”آئی ایم سوری۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔“

”آپ کا جو بھی مطلب تھا مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ بہتر ہوگا آپ اپنے کام سے کام رکھیں، پلیز۔“ سنجیدگی سے کہہ کر وہ تیزی سے اس کی سائیڈ سے ہو کر نکل گئی۔

......☆☆☆......

وہ کام میں ازحد مصروف تھا تب ہی انٹرکام بجا۔ اس نے کوفت سے انٹرکام کی جانب دیکھا اور دوسرے پل اٹھالیا۔

”میں نے کہا تھا فضہ مجھے ڈسٹرب نہ کیا جائے پھر اب......“ اس نے چھوٹتے ہی فضہ سے کہا۔

”ایم سوری سر بٹ ایک صاحب، بہت دیر سے آپ سے ملنے کی ضد کررہے ہیں۔ میں نے کہا بھی کہ اس وقت آپ کسی سے ملنا نہیں چاہتے، مگر وہ بضد ہیں۔“

”نام کیا بتایا تم نے؟“ اس نے سرسری سے انداز میں استفسار کیا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

''سر وہ نام نہیں بتا رہے اپنا' کہہ رہے ہیں کہ آپ کے دوست ہیں۔''
''ان سے کہو میں بہت بزی ہوں' کسی سے نہیں مل سکتا۔ پھر کسی وقت آجائیں۔'' اس وقت اس کا قطعی دل نہیں چاہ رہا تھا کسی سے بھی ملنے کو۔
''جی سر میں...... ارے...... سنیے ایکسکیوزمی کہاں جارہے ہیں آپ؟ ایک سیکنڈ سر میں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔'' اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتی' وہ آدمی اسے نظر انداز کیے توارہا کے کیبن کی جانب بڑھ گیا۔ فضہ ریسیور رکھ کر فوراً اسے روکنے کو پیچھے لپکی لیکن اس سے پہلے ہی وہ ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوگیا تھا۔ توارہا نے کسی قدر چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔ دوسرے ہی پل بے پناہ خوشی لیے بے ساختہ اٹھ کھڑا ہوا۔
''سالار......!'' چیئر سرکا کر وہ برق رفتاری سے اس کی جانب بڑھا اور گرم جوشی سے اس کے گلے لگ گیا۔ فضہ کو اس نے ہاتھ کے اشارے سے واپس بھیج دیا۔
''تیری عادت نہیں بدلی۔ سرپرائز دینے کی۔'' اس کے کندھے پر دھپ رسید کرتے ہوئے توارہا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''لیکن تو بدل گیا ہے یار!'' سالار نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے اظہار کیا۔ توارہا چونکا۔
''ابھی ابھی تو' تو مجھ سے ملا ہے اور ملتے ہی تجھے مجھ میں بدلاؤ نظر آگیا۔ واہ کیا نظر ہے۔'' توارہا نے تمسخرانہ انداز میں دیکھتے ہوئے طنزیہ کہا' سالار کہاں شرمندہ ہونے والا تھا۔
''یہی تو کمال ہے اپنا۔ پہلی ہی نظر میں بندے کی پہچان ہوجاتی ہے۔'' کالر اکڑاتے ہوئے کسی قدر تفاخر سے کہا۔ توارہا نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔
''ہاں...... ہاں' مجھ سے بہتر تجھے اور کون جان سکتا ہے؟ میں ہی' تو واقف ہوں تیری رگ رگ سے۔'' اس کی جانب دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ پر زور دیا۔ اس کے لہجے کی معنی خیزی کو محسوس کرتے ہوئے سالار جھینپ گیا۔
''کیا مطلب ہے تیرا؟'' گڑبڑاتے ہوئے دریافت کیا۔
''تو نہیں جانتا کیا؟'' کنکھیوں سے دیکھا۔ غالباً ستانا مقصود تھا۔
''بک نا یار! چل مجھے چھوڑ تو اپنی بتا کیا چل رہا ہے آج کل؟''
''کیا چلنا ہے یار؟ وہی بزنس کی مصروفیات' میٹنگز' پروجیکٹس اور کیا؟'' گہری سانس خارج کرتے ہوئے وہ چیئر پر نیم دراز ہوگیا۔
''میں' اس مصروفیت کی بات نہیں کررہا۔ میں تیری ذات سے متعلق پوچھ رہا ہوں۔''
''یہ سب میری ذات سے ہی تو منسلک ہے یار۔''
''اوں ہوں! کسی حد تک۔ ہاں ٹھیک ہے آفٹر آل یہ سب تیری ذمہ داری ہے' لیکن اس سب کے علاوہ بھی تیری زندگی ہے' جس میں کچھ رنگ ہیں' کچھ خواب ہیں' خواہشات تھیں کچھ......''
''ہیں...... نہیں تھے۔ تصحیح کرلو۔'' بہت آرام سے توارہا نے کہا۔
''اوں ہوں' تو خود سے جھوٹ بول سکتا ہے لیکن سالار سادات سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ یہ تو اچھی طرح جانتا ہے' سالار سادات جو توارہا حسن بخاری کی رگ رگ سے واقف ہے' جو توارہا حسن بخاری اپنے بارے میں نہیں جانتا وہ بھی سالار سادات جانتا ہے' آئی تھنک یو نو دیٹ!'' گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر کچھ تلاش کرنا چاہا' توارہا بے ساختہ سر جھکا گیا۔
''ذری کیسی ہے؟'' چند پل اس کے جھکے سر کو بغور دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔
''میں نہیں جانتا؟'' اسی پوزیشن میں بے حد آہستگی سے جواب دیا۔
''نہیں جانتا...... یہ تو کہہ رہا ہے توارہا؟'' اسے جھٹکا سا لگا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

’’ہاں یہ میں ہی کہہ رہا ہوں سالار۔ میں نہیں جانتا وہ کیسی ہے؟‘‘

’’میں نہیں مانتا۔‘‘ سالار نے نفی میں سر ہلایا۔

’’سب کچھ جاننے کے باوجود تو یہ کہہ رہا ہے سالار؟‘‘ اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر بے یقینی سے سالار سادات کی جانب دیکھا۔

’’ہاں سب جاننے کے باوجود میں یہ کہہ رہا ہوں۔ یو نو وائے؟‘‘ کیونکہ میں یہ جانتا ہوں کہ توار ہا حسن بخاری بظاہر غافل ہونا چاہتا ہے مگر غافل ہو نہیں پاتا۔‘‘ اس کا لہجہ مستحکم تھا۔

’’مگر اب‘ توار ہا حسن بخاری حقیقت میں غافل ہو جانا چاہتا ہے سالار۔‘‘ تھکے تھکے سے لہجے میں شکست پنہاں تھی۔ سالار سادات بہت دیر تک بغور اسے دیکھتا رہا۔

’’اتنی جلدی شکست مان لی توارہا؟‘‘ کچھ جتاتے ہوئے کہا۔

’’ہار اور جیت کا فیصلہ تو وہاں ہوتا ہے سالار‘ جہاں مقابلہ ہو رہا ہو جبکہ یہاں کوئی مقابلہ نہیں۔‘‘

’’ہاں! یہاں مقابلہ نہیں ہو رہا لیکن یہاں جذبات ہیں‘ احساسات ہیں‘ دو دلوں میں پنپتے کچھ ارمان تو ہیں۔ آنکھوں میں پنہاں کچھ خواب تو ہیں۔ مقابلہ نہیں ہے صحیح کہہ رہے ہو توار ہا‘ مقابلہ نہیں ہو رہا یہاں لیکن جذبے تو پامال ہو رہے ہیں ناں...... کیا میں غلط کہہ رہا ہوں توارہا؟‘‘

’’سالار! نہیں جانتا میں کہ کیا ہو رہا ہے...... کیا ہوگا...... یا کیا ہونا چاہیے؟ کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی کچھ جاننا چاہتا ہوں‘ سو پلیز...... اس بارے میں کچھ مت کہو‘ میں اس موضوع پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ نہ ابھی نہ کبھی۔ کبھی بھی نہیں...... اب چھوڑ و اس کو۔‘‘ اس نے سخت اذیت کے عالم میں دو ٹوک انداز میں کہا۔ سالار کتنی ہی دیر لب بھینچے ہوئے اسے دیکھتا رہا۔

......☆☆☆......

’’جا رہی ہو آغا مینا؟‘‘ ہیئر برش بالوں پر پھیرتے ہوئے اس نے بیگ کندھے پر لٹکایا تبھی امی کی آواز پر چونک اٹھی۔

’’جی امی جا رہی ہوں‘ کوئی کام ہے کیا؟‘‘

’’ہاں بیٹا! دراصل راحیلہ نے پیغام بھجوایا تھا‘ اگر تم وہاں سے ہو آؤ تو......‘‘ ان کی بات پر اس نے جھٹکے سے ان کی جانب دیکھا‘ وہ نظریں چرا گئیں۔

’’امی پھر سے؟ میں نے منع کیا تھا ناں‘ اب آپ کچھ نہیں کریں گی‘ جانتی ہیں ناں‘ طبیعت کتنی خراب ہے آپ کی‘ پھر بھی......‘‘

’’میں اب بالکل ٹھیک ہوں بیٹا اور پھر حرج ہی کیا ہے‘ سارا دن فارغ ہی تو ہوتی ہوں بزی رہوں گی تو ڈپریسڈ نہیں ہوں گی۔ خود تو تم یونیورسٹی چلی جاتی ہو پھر اکیڈمی‘ اب میں اکیلی سارا دن دیواروں سے سر پھوڑوں کیا؟ اچھا ہے کچھ کام کرتی رہوں گی تو کم از کم اکیلے پن کا احساس تو نہیں ہوگا۔‘‘ ان کے لہجے میں کسی قدر اکتاہٹ اور بے زاری تھی‘ وہ کچھ اس انداز سے گویا ہوئیں کہ وہ محسوس نہ کرے۔

’’میں جانتی ہوں امی اور مجھے آپ کی تنہائی کا احساس بھی ہے لیکن مجھے آپ کو یوں تھوڑے سے پیسوں کے لیے کام کرتے دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے۔ میں نہیں دیکھ سکتی کہ میری ماں جو خود......‘‘ اس نے یکلخت لب بھینچے۔

’’اینی وے‘ آپ کام نہیں کریں گی پلیز۔ میں جانتی ہوں امی جتنی تنخواہ مجھے ملتی ہے وہ بہت کم ہے‘ لیکن آپ فکر مت کریں میں کوئی اور جاب ڈھونڈ لوں گی۔ مگر آپ کو ہرگز کام نہیں کرنے دوں گی۔‘‘

’’ایسی بات نہیں ہے مینا‘ میں تو بس فراغت کے باعث کہہ رہی ہوں۔ کیا حرج ہے اگر بیٹھے بٹھائے کچھ کرتی رہوں گی اور پھر تمہارے پاس ٹائم کہاں ہے مزید جاب کرنے کا؟‘‘

’’میں مینج کر لوں گی امی‘ ڈونٹ وری لیکن آپ کام

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

نہیں کریں گی بس۔"
"ٹھیک ہے نہیں کروں گی، مگر جب تک تمہیں جاب نہیں مل جاتی، کم از کم تب تک تو کرنے دو بیٹا۔"
"امی پلیز! میرے ہوتے ہوئے آپ کچھ نہیں کریں گی۔ دیٹس اٹ۔"
"کہا نا مینا نہیں کروں گی، صرف کچھ دنوں کی ہی تو بات ہے، جب تمہیں جاب مل جائے گی تو سب کچھ چھوڑ دوں گی۔"
"پرامس۔" اس نے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔
"ہاں پرامس، اب جاؤ گی نا راحیلہ کی طرف؟"
"اوکے، واپسی پر میں وہاں سے ہوتی آؤں گی۔ اچھا امی اب چلتی ہوں، اپنا خیال رکھیے گا اللہ حافظ۔"
"اپنا خیال رکھنا مینا!" اس کے بڑھتے قدم رک گئے یہ معمول کے الفاظ تھے جو وہ ایک دوسرے کو کہتی تھیں۔ مگر آج شاید ان کے الفاظ میں کچھ اور احساسات پنہاں تھے۔ وہ مسکراتے ہوئے پلٹی اور ان کے گلے میں باہیں ڈال کر ان کے ماتھے پر بوسہ دیا۔
"آپ کی دعائیں ہیں ناں میرے ساتھ اور پھر اللہ ہے ناں، مجھے کیا ہوسکتا ہے؟"
"ہاں اللہ ہی ہے بس۔" وہ بھی دھیرے سے مسکرا دیں۔ چہرے پر طمانیت در آئی تھی۔ وہ انہیں ہاتھ ہلا کر باہر نکل آئی۔
وہ تیزی سے گیٹ کی جانب بڑھ رہی تھی تبھی وائٹ کار اس کے قریب آن رکی۔ وہ ٹھٹک کر یکلخت رکی۔ گاڑی ڈرائیو کرنے والے نے مضحکہ خیز انداز میں سر باہر نکالا۔ وہ بے ساختہ مسکرائی۔
"توبہ ہے بھائی! آپ کبھی نہیں سدھریں گے۔"
"جب تک تم نہیں سدھر جاتیں میں نے تہیہ کر رکھا ہے نہ سدھرنے کا۔"
"میں آپ کو بگڑی ہوئی لگتی ہوں کیا؟" مصنوعی خفگی سے گھورا۔
"تمہیں کوئی شک ہے؟" اس نے معصومانہ انداز میں استفسار کیا۔
"جی نہیں، شک نہیں بلکہ یقین ہے کہ......"
"کہ تم......سو فیصد بگڑی ہوئی ہو۔ ہے ناں۔" اس نے فوراً بات اچکی۔
"بگڑی ہوئی نہیں، سدھری ہوئی ہوں۔ اس کا مجھے ہنڈریڈ پرسنٹ یقین ہے۔" اس کی بات کو خاطر میں لائے بغیر ٹھنک کر کہا۔
"ریئلی؟"
"آف کورس۔"
"اوکے اگر اتنا اصرار کررہی ہو تو مان لیتا ہوں۔ ورنہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔" کندھے اچکاتے ہوئے کسی قدر مجبوری سے کہا۔
"نہیں ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے۔ مجھے آپ سے سرٹیفکیٹ تھوڑا ہی چاہیے؟" اس نے جان بوجھ کر اسے چڑایا۔
"حد ادب لڑکی! میں تمہارا بڑا بھائی ہوں۔ احترام کیا کرو میرا۔"
"اوکے......سوچوں گی فی الحال تو لیٹ ہورہی ہوں، اس بارے میں بعد میں بات کروں گی۔" واچ پر ٹائم دیکھتے ہوئے جلدی سے کہا اور آگے بڑھنے لگی۔
"ایکسکیوز می میم ذرا سی نظر کرم ادھر بھی کرلیجیے یہ شاہی سواری خاص آپ کے لیے آپ کا یہ غلام لے کر آیا ہے، اسے بھی کبھی خدمت کا موقع دے دیا کیجیے۔ اب اتنی عاجزی بھی اچھی نہیں ہوتی۔" اسے روک کر خاصی اونچی آواز میں خاص شاہی دربان کے انداز میں کہا اس کے انداز پر مسکراہٹ روکتے ہوئے پلٹی۔
"آپ کی شاہی سواری سے استفادہ پھر کبھی حاصل کرلیں گے، ابھی تو فی الحال ہمارا عجز وانکساری کا موڈ ہے۔ سو پلیز، ہمیں روکیے گا مت۔"
"کیا حرج ہے مینا! میں بھی تو وہیں جارہا ہوں۔ آجاؤ ناں پلیز۔" اب کے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

''ایم سوری بھائی' میں ویسے ہی جاؤں گی جیسے روز جاتی ہوں' اور یہ آپ جانتے ہیں' سو پلیز بھائی' اصرار مت کیا کریں۔ مجھے آپ کو کسی وجہ سے بھی انکار کرنا اچھا نہیں لگتا۔ میں آپ کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتی' سو پلیز۔'' اس نے بھی گہری سنجیدگی سے اسے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے میں جاؤں؟'' منہ پھلاتے ہوئے کسی قدر ناراضگی سے دریافت کیا۔

''نہیں' اس کا مطلب ہے کہ اب مجھے جانا چاہیے' کیونکہ لیٹ ہو رہی ہوں بائے بھائی۔'' شرارت سے مسکراتے ہوئے کہہ کر وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔

......☆☆☆......

زادیار! پلیز یار چلوناں؟''

''کہاں؟'' ارقام کے پانچویں بار کہنے پر زادیار نے پانچویں بار ہی وہی پوچھا جو اس کے بار بار (زادیار پلیز یار چلوناں) کہنے پر پوچھ رہا تھا۔ ارقام نے اب کے آنکھیں نکال کر دیکھا۔ زادیار مسکراہٹ ضبط کیے ابھی بھی انجان بنا بیٹھا تھا۔

''کہاں؟'' دونوں ہاتھ کمر پر جماتے ہوئے گھور کر طنزیہ انداز میں پوچھا۔

''یہی تو میں بھی پوچھ رہا ہوں یار' کہ کہاں چلنا ہے؟'' سکون سے صوفے کی پشت پر بازو دراز کرتے ہوئے اسے چڑایا۔

''بھاڑ میں چلو گے۔'' وہ غصے سے جل کر بولا۔

''نہ......نہ......توبہ کرو بھاڑ میں نو وے میں تو پہلے ہی کہیں جانے کو تیار نہیں۔ اب تو قطعی نہیں' یار بھاڑ بھی کوئی جگہ ہے جانے کی۔'' ازحد سنجیدگی سے کہتے ہوئے کن اکھیوں سے اسے خود کو گھورتے ہوئے دیکھا۔

کف فولڈ کرتے ہوئے وہ اسے مارنے کے لیے آگے بڑھا۔ زادیار نے برق رفتاری سے اپنی جگہ چھوڑی اور بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا جبکہ ارقام وہیں کھڑا اسے گھورتا رہا۔ زادیار نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔

''ایم سوری یار رئیلی سوری......اوکے......اوکے ناؤ آئم سریس۔ اب بول کہاں چلنا ہے؟''

''تو پہلے نہیں مان سکتا تھا' ایویں فضول میں اتنا ٹائم ویسٹ کر دیا۔ اب چل اٹھ بھی یا اٹھا کر لے چلوں؟'' دانت پیستے ہوئے کہا۔

''لیکن یار چلنا کہاں ہے؟'' اس کے پھر سے پوچھنے پر ارقام کڑے تیور لیے اس کی جانب پلٹا۔ زادیار نے بمشکل اپنا امنڈ آنے والا قہقہہ روکا اور کسی قدر سنجیدگی سے گویا ہوا۔

''اوکے نہیں پوچھتا چل چلتے ہیں۔''

''تھینک گاڈ۔'' اس کے بعد قدم بڑھاتے ہوئے ارقام نے گہری سانس خارج کرتے خدا کا شکر ادا کیا۔

''تجھے یہاں آنا تھا؟'' ارقام کے ایک مارکیٹ سے ذرا فاصلے پر گاڑی روکنے پر زادیار نے تقریباً چلاتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

مارکیٹ کے قریب رکنے پر وہ نہیں چلایا بلکہ جس جگہ ارقام نے گاڑی روکی تھی وہاں خواتین کے ملبوسات کی سیل لگی ہوئی تھی' ہر طرف خواتین ہی خواتین نظر آ رہی تھیں۔ اسی لیے وہ چلایا تھا۔

''شٹ اپ زادیار' ہم سائٹ پر جا رہے ہیں' گاڑی میں نے اس لیے روکی تھی کیونکہ ایک بزرگ خاتون نے چلتے چلتے گاڑی کے بونٹ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ مجھے خدشہ تھا کہیں چلتی گاڑی سے اسے کوئی چوٹ نہ لگ جائے' اس لیے میں نے بریک لگایا۔ ورنہ مجھے کیا کرنا ہے اس سیل میں۔'' ارقام نے قدرے برا مانتے ہوئے زادیار کو گاڑی روکنے کی وجہ بتائی۔

''اوہ میں سمجھا شاید تیرے موجودہ رویے کے باعث تیرے اندر کہیں کسی لیڈی کی روح تو حلول نہیں کر گئی۔'' زادیار نے اسے چڑانے کے لیے کہا۔

''خیر تو ہے محترم کچھ زیادہ بشاش لگ رہے ہیں۔ ورنہ ہم نے تو محترم کے چہرے پر کرخت تاثرات ہی دیکھے ہیں۔ سنجیدگی ہمہ وقت چہرے پر رونق افروز رہتی ہے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پھر یہ آج سورج کہاں سے نکلا؟'' اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے ارقام نے حیرت اور بے یقینی سے استفسار کیا۔ اب تنگ کرنے کی باری اس کی تھی۔

''کیوں؟ تجھے میں کسی اور جہاں کی مخلوق لگتا ہوں کہ میرا موڈ کبھی چینج نہیں ہوسکتا یا میں دوسروں سے منفرد ہوں' ہاں؟'' اس نے بنا کسی تاثر کے سامنے نظریں مرکوز کرتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں' تھوڑی سی تصحیح کرلو۔ منفرد نہیں منحرف' کہو۔'' استہزائیہ انداز میں کہتے ہوئے لفظ منحرف پر خاصا زور ڈالا۔ اسے ایک دم جھٹکا لگا۔

''واٹ؟ منحرف تجھے منحرف کا مطلب پتا ہے؟'' تیکھے چتونوں سے گھورا۔

''بالکل ٹیڑھا' ترچھا' سرکش' باغی۔ ویسے تو اس کا مطلب پھرنا اور غدار بھی ہے لیکن خوش قسمتی سے وہ تم نہیں ہو' سوان دو میننگز کے علاوہ باقی تجھ پر فٹ آتے ہیں۔'' اس کے گھورنے کو خاطر میں لائے بغیر بے نیازی سے گویا ہوا۔

''نہیں وہ بھی کہہ لو میں تمہیں قتل تھوڑی کروں گا۔'' دانت پیستے ہوئے گھورا۔

''ارے نہیں یار' اب تھوڑا بہت لحاظ ومروت بھی تو رکھنا پڑتا ہے ناں۔'' مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

''نہیں' ایسا کوئی ضروری بھی نہیں۔ آفٹر آل فرینڈز اتنا حق تو رکھتے ہی ہیں ناں۔'' بظاہر سنجیدگی سے لیکن طنزاً کہا۔

''ارقام سامنے دیکھ۔'' اس سے پہلے کہ ارقام کچھ بولتا' زادیار نے چلاتے ہوئے اسے سامنے متوجہ کیا۔ ارقام نے سٹپٹاتے ہوئے جلدی سے بریکس پر پاؤں رکھا تھا۔ گاڑی جھٹکے سے رکی تھی۔ اسکول کے چھوٹے چھوٹے بچے بے دھیانی میں روڈ کراس کررہے تھے۔ اگر ارقام بروقت بریک نہ لگاتا تو جانے کیا ہوجاتا۔

''اوہ تھینک گاڈ۔''

''اسی لیے تجھے کہتا ہوں' ہوش میں رہ کر ڈرائیونگ کیا کر۔'' گہری سانس خارج کرتے ہوئے شکر ادا کرنے پر زادیار نے کہا جبکہ ارقام مسلسل بچوں کو معصومانہ انداز میں ہاتھ ہلاتے ہوئے جاتے دیکھا۔

''آر یو آل رائٹ ارقام؟''

''آں...... ہاں' آئم اوکے۔ تھینکس زادی۔ تو نے مجھے بروقت آواز دے دی ورنہ آج مجھ سے معصوم جانیں ضائع ہوجاتیں' محض میری بے پروائی کے باعث۔''

''اٹس اوکے یار' کبھی کبھی بے خیالی میں ایسا ہوجاتا ہے۔ لیکن آئندہ کے لیے اس غلطی کو دہرانا بے وقوفی ہوگی۔'' اس کی حالت دیکھ کر زادیار نے نرمی سے کہا اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

خاصی دیر زادیار سائٹ پر ارقام کے ساتھ رہا پھر اسے کہہ کر گاڑی کی جانب چلا آیا۔ کیونکہ ارقام کچھ لوگوں کے ساتھ باتوں میں مصروف ہوگیا تھا۔ کام تھوڑا ہی رہ گیا تھا اس لیے اس نے زادیار کو گاڑی میں بیٹھنے کو کہا۔ کچھ دیر گاڑی میں بیٹھے رہنے کے بعد وہ گاڑی سے باہر نکل آیا اور گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہوگیا' تبھی ایک بڑی سی سفید کار پارکنگ ایریا میں آن کھڑی ہوئی۔ ڈرائیونگ ڈور کھول کر جو شخصیت باہر نکلی تھی اسے دیکھ کر زادیار سیدھا کھڑا ہوگیا۔ اس سے نظریں چرانے کی کوشش کی لیکن چرا نہیں سکا اور نا چاہتے ہوئے بھی بالکل نادانستگی میں دیکھنے لگا۔ اسی پل دروازہ لاک کرنے کے بعد وہ شخص پلٹا اور ایک پل کو ٹھٹک کر رکا۔ چند ثانیے وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے مگر چاہنے کے باوجود مخاطب نہ کرسکے' دونوں نے ایک ساتھ ہی نظریں چرائی تھیں۔ چند پل دوسری جانب دیکھتے ہوئے وہ شخص خاموش کھڑا رہا اور پھر اسے نظر انداز کیے لمبے لمبے ڈگ بھرتا آگے بڑھ گیا۔ زادیار کتنی ہی دیر تک اس کی چوڑی پشت کو دیکھتا رہا۔

''کب تک ہم یوں ایک دوسرے سے نظریں چرائیں گے؟ اور کب تک یوں نظر انداز کرتے ہوئے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مخالف سمتوں کی جانب گامزن رہیں گے' آخر کب تک؟" زاویار نے دکھ سے سوچتے ہوئے سر جھٹکا اور دروازہ کھول کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔

......☆☆☆......

"یار مجھ سے نہیں ہو رہا، تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے میرے لیے آسان الفاظ میں ایکسپلین کیا کرو۔ اتنی ثقیل اردو کے ورڈز میرے سر کے اوپر سے گزر جاتے ہیں۔" وہ دونوں اس وقت لائبریری میں بیٹھی تھیں۔ آغامینا اپنی ایشو کروائی ہوئی بک کا مطالعہ کر رہی تھی جبکہ طنیعہ اس کے بنائے گئے نوٹس میں سر کھپا رہی تھی۔ تبھی اکتا کر طنیعہ نے کسی قدر دھیمی آواز میں آغامینا سے کہا۔ اس کی پوری بات سن کر آغامینا نے مسکراتے ہوئے سر اٹھایا۔

"اسی لیے کہتی ہوں کسی سے کام کروانے سے بہتر ہے خود کیا کرو۔ اپنا کیا ہوا کام سمجھ بھی آئے گا اور جو کسی کے کیے ہوئے کام کی وجہ سے پرابلمز کری ایٹ ہوتے ہیں وہ بھی نہیں ہوں گی۔" آغامینا نے سہولت سے کہہ کر دوبارہ سے سر جھکا لیا اور اس کے یوں سر جھکا لینے پر طنیعہ نے گھور کر اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا۔

"واٹ ڈو یو مین آغا؟" تم یوں سر جھکا کر مجھ سے لاتعلق ہو کر بیٹھ گئی ہو۔ اس کا کیا مطلب؟" کسی قدر صدمے کی کیفیت میں آتے ہوئے استفسار کیا۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے تمہاری پرابلمز میں کوئی انٹرسٹ نہیں۔" لفظ 'مجھے' اور 'پرابلمز' پر زور دیتے ہوئے اس نے جان بوجھ کر اسے چڑایا اور مسکراہٹ ہونٹوں میں دباتے ہوئے دوبارہ سے سر جھکا لیا۔

"واٹ؟ یہ تم کہہ رہی ہو آغا' آئی کانٹ بیلو دس؟" بے یقینی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے دبے دبے لہجے میں چلائی۔ انداز ایسا تھا جیسے اگر لائبریری میں نہ بیٹھی ہوتی تو یقیناً کچا چبا جاتی۔

"بالکل! میں ہی کہہ رہی ہوں' اور اس میں یقین نہ کرنے والی کیا بات ہے' ابھی تم نے مجھے "جانا" ہی کتنا ہے جمعہ جمعہ آٹھ دن آئی مین ایک سال ہی تو ہوا ہے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہماری دوستی ہوئے اور پھر میں اتنی اچھی دوست بھی نہیں کہ آنکھیں بند کر کے اعتبار کرنے لگوں۔" کندھے اچکاتے ہوئے کسی قدر بے نیازی سے کہا گویا چڑانے کی بھرپور کوشش کی تھی۔

"ایک سال تو تم ایسے کہہ رہی ہو جیسے محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہوں اور بائی داوے یہاں تو چند دن کی دوستی پر بھی لوگ آنکھ بند کر کے اعتبار کرنے لگتے ہیں' جبکہ ہماری دوستی تو ایک سال پرانی ہے۔" ایک سال کو خوب چبا کر ادا کیا۔ آغا مینا نے بمشکل مسکراہٹ روکی۔

"اور تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے آغا مینا۔" گہرے دکھ اور تاسف سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بے یقینی سے استفسار کیا۔

"یار اب اتنی جلدی تو کسی پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا ناں۔" بھولپن اور معصومیت تو لگتا تھا آج آغا مینا پر ختم تھی۔

"آغا تمہیں مجھ پر اور میری دوستی پر اعتبار نہیں؟"

"یہ میں نے کب کہا؟" بے پناہ حیرانگی سے دیکھا' طفیعہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ جسے سٹپٹا کر فوراً بند کیا۔

"ابھی کچھ سیکنڈ پہلے تم نے کہا آغا مینا۔" اس نے اپنی بات پر زور دے کر کہا۔

"میں نے یہ کب کہا ظعی؟ میں نے تو یہ کہا ہے کہ اتنی جلدی کسی پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے اور نہ کیا جاسکتا ہے۔ میں نے ایسا تو نہیں کہا کہ آغا مینا کو طفیعہ پر اور اس کی دوستی پر اعتبار نہیں۔" مسکراہٹ چھپاتے ہوئے آنکھوں میں شرارت لیے گہری سنجیدگی سے کہا۔ اب کہ آنکھوں میں پنہاں شرارت طفیعہ سے چھپی نہ رہ سکی تھی۔ اس نے گھور کر آغا مینا کو دیکھا' اس کے انداز پر آغا مینا بے ساختہ ہنس دی تھی۔

"تم بہت اسٹوپڈ ہو آغا مینا۔"

"عنایت کا شکریہ۔ آپ کا یہ اعزازی جملہ مابدولت کے پاس بہت احتیاط اور امانتاً رہے گا اور جب آپ کو اس کی ضرورت ہوگی تو آپ کو لوٹا دیا جائے گا۔ پوری عزت وتکریم کے ساتھ کورنش بجالاتے ہوئے۔" استہزائیہ انداز میں کہا۔

"ایکسکیوزمی...... کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟" اس سے پہلے کہ طفیعہ کچھ کہتی بھاری رعب دار مگر مانوس سی آواز ان کے قریب ابھری۔ دونوں نے ہی چونک کر آواز کی سمت دیکھا۔

"ہرگز نہیں۔" سامنے کھڑے ارقام کو دیکھ کر طفیعہ کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"کیوں...... کیوں نہیں؟" اسی کے انداز میں دوبدو پوچھا۔ آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔ نظریں اس کے قبیح چہرے پر تھیں۔

"کیوں کا کیا سوال؟ آپ نے پوچھا میں نے جواب دے دیا۔ اب ڈھٹائی سے کھڑے رہنے کا مطلب؟"

"بیٹھنے دو ناں ظعی۔ یہ ہماری ملکیت تھوڑی ہے کہ ہم انہیں بیٹھنے سے روکیں۔" آغا مینا نے آہستگی سے کہا۔

"نہیں' یہ ہماری ملکیت نہیں ہے' پھر بھی یہ یہاں نہیں بیٹھ سکتے۔"

"لیکن کیوں؟ اگر یہاں نہیں بیٹھوں گا تو کہاں بیٹھوں گا۔" اس نے مصنوعی حیرانگی سے دیکھتے ہوئے کسی قدر برا مانتے ہوئے پوچھا۔

"ہماری بلا سے جہاں مرضی جا کر بیٹھیں مگر یہاں نہیں۔ ویسے بھی یہی جگہ خالی نہیں ہے اور بھی کتنی ہی چیئرز خالی ہیں جہاں دل چاہتا ہے بیٹھ جائیں۔ ہم نے کہیں اور بیٹھنے سے تو منع نہیں کیا ناں؟" اس کی بات پر ارقام نے بہت گہری نگاہوں سے اسے دیکھا اور گہرے لہجے میں گویا ہوا۔

"مگر مجھے تو آپ کے دل میں ہی جگہ چاہیے۔"

"واٹ......!" وہ ایک دم اچھلی۔ جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔ وہ ایک دم گڑبڑا سا گیا۔ آغا مینا سر جھکا کر مسکرا دی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
Section

''نہیں' آئی مین مجھے' مجھے یہیں بیٹھنا ہے۔'' سٹپٹا کر کہا۔

''لیکن میں نے کہا ناں' آپ یہاں ہرگز نہیں بیٹھ سکتے' فضول میں بحث کیوں کررہے ہیں؟'' اس کی بات پر چند ثانیے ارقام نے بغور اس کی جانب دیکھا پھر ساری مروت بالائے طاق رکھتے ہوئے چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ طنیعہ ہکا بکا سی دیکھتی رہ گئی۔ آغامینا نے دبی دبی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا۔

''اگر آپ کو یہی کرنا تھا تو اجازت لینے کی کیا ضرورت تھی؟'' اس کے انداز پر چوٹ کرتے ہوئے ناگواری سے دیکھا۔

''بس یونہی' کبھی کبھی دل چاہتا ہے' آپ جیسوں سے اجازت لینے کو۔'' آپ جیسوں پر خاصا زور ڈالا گیا تھا۔ لبوں میں دبی دبی سی مسکان اور آنکھوں میں شرارت کے ساتھ ساتھ اپنائیت بھی پنہاں تھی' طنیعہ نے گھور کر دیکھا۔

''کیا مطلب ہے آپ کا اس بات سے؟''

''آپ خود سمجھ دار ہیں۔ سمجھدار کے لیے تو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔'' شرارت سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے گہری سنجیدگی سے گویا ہوا۔

''جی نہیں' میں خاصی' بے وقوف ہوں' آپ کے یہ سمجھداری والے ورڈز مجھے سمجھ نہیں آئے۔ اسی لیے آپ مجھے خود ہی سمجھا دیجیے۔'' گہرے طنزیہ انداز میں چبا چبا کر کہا۔

''آپ شیور ہیں کہ آپ بے وقوف ہیں۔'' گہری سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ اس کی جانب جھکا۔ طنیعہ نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پن کو اس کے کندھے پر رکھ کر اسے فاصلے پر کیا۔ وہ جھینپ سا گیا۔

''یس' میں ہنڈریڈ پرسنٹ شیور ہوں۔'' استہزائیہ انداز میں کچھ پنہاں تھا جو ارقام کی سمجھ میں قطعی نہیں آیا۔

''کین یو بلیو دس آغامینا' کہ کوئی لڑکی خود اپنے آپ کو بے وقوف کہے۔ اسٹرینج۔'' وہ پرسوچ انداز میں بظاہر حیرت زدہ سا دکھائی دے رہا تھا۔ آغامینا ان دونوں کی

سانحہ پشاور

میرے وطن کے شہید طلباء
تمہاری شہادت پر لکھتے ہوئے
قلم میرا یہ لہولہان ہے
16 دسمبر کے زخم پر
وقت کھڑا رو رہا ہے
میتوں کو دیکھ کر تمہاری
موت نے مانگی پناہ ہے
ظلم جنہوں نے یہ ڈھایا ہے
قوم کی ان کو بددعا ہے
کوئی حرف تسلی نہ جواب شکوہ ہے
جن ماؤں کی گودوں کو اجاڑ گیا ہے
جہاں کو پھر سے عمرؓ دے یا ربّ
میری عمرِ زندگی کے لیے یہی دعا ہے

ثوبیہ بلال شیخ...... ظاہر پیر

گفتگو کے دوران خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتے ہوئے محض مسکرانے پر ہی اکتفا کررہی تھی۔

''اس میں یقین نہ کرنے والی کیا بات ہے؟ جب میں خود کو بے وقوف کہہ رہی ہوں تو......''

''واہ' کیا انتہا درجے کی بے وقوفی ہے۔'' ارقام نے حظ اٹھایا۔ ''لیکن میں نے تو سنا ہے جو انسان خود کو بے وقوف کہتا ہے وہ خاصا عقل مند ہوتا ہے۔ کیوں آغامینا' تمہارا کیا خیال ہے اس بارے میں؟'' طنیعہ کو یکسر نظرانداز کرتے ہوئے انتہائی بے تکلفی سے آغامینا کو مخاطب کیا۔ اس کے یوں بے تکلف ہونے پر طنیعہ نے خاصی ناگواری سے دیکھا تھا۔

''ایکسکیوزمی مسٹر' کیا آپ یونہی ہر کسی سے بے تکلف ہوتے رہتے ہیں؟'' بہت سنجیدگی سے طنزاً استفسار کیا۔ اشارہ آغامینا کی جانب تھا۔ غالباً شرمندہ کرنا چاہا تھا۔

''نہیں خیر ہر کسی سے تو نہیں' جنہیں میں اپنا سمجھتا ہوں' بس انہی سے بے تکلف ہوتا ہوں۔'' بنا شرمسار

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوئے اس کے طنز کو اگنور کرتے ہوئے سہولت سے جواب دیا۔ لفظ اپنا اور انہی پہ خاصا زور تھا۔

"ہائی داوے، ہم کب سے آپ کے اپنے ہوگئے۔"

"ایکسکیوزمی، میں نے کب آپ کو اپنا کہا' میں تو آغا مینا کی بات کررہا تھا۔" آنکھوں میں شرارت لیے انتہائی معصومیت اور حیرت سے استفسار کیا۔ طنیعہ ایک پل کے لیے گڑبڑا سی گئی۔ دوسرے ہی پل خاصی ناگواری سے دیکھا۔ جس کا اس پر کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا تھا۔

"واٹ؟ واٹ ڈو یو مین بائے دیٹ؟"

"ارے بھئی اس میں اتنا ہائپر ہونے والی کیا بات ہے میں واقعی میں آغا مینا کو اپنا سمجھتا ہوں اور ویسے بھی مجھے جنگی توپوں کی آواز کچھ خاص پسند نہیں ہے۔ البتہ امن کی فاختہ مجھے بہت پسند ہے۔" اپنی ہی بات پر محظوظ ہوتے ہوئے کنکھیوں سے اس کے غصے سے لال ہوتے چہرے کو دیکھا۔ جبکہ آغا مینا کو اپنے امنڈ آنے والے قہقہے کا گلہ گھونٹنا دشوار ہورہا تھا۔

"واٹ...... تم...... تم نے مجھے جنگی توپ...... ہاؤ ڈیر یو؟ آپ...... آپ؟"

"ارے...... رے...... ایم سو سوری طنیعہ جی' آپ تو برا ہی مان گئیں' ویسے میں نے آپ کا نام تو نہیں لیا' ہاں اگر آپ خود...... جنگی توپ سے منسوب کرنا چاہتی ہیں تو...... آئی ڈونٹ مائنڈ۔" اب کے ارقام کی بات پر آغا مینا بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی تھی۔ طنیعہ نے شکایتی نظروں سے اس کی جانب دیکھا اور جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور بنا کچھ کہے غصے سے وہاں سے واک آؤٹ کرگئی۔ آغا مینا کے قہقہے کو بھی بریک لگا تھا' وہ تیزی سے اس کے پیچھے لپکی۔

......☆☆☆......

"جلدی کریں اپیا! دیر ہورہی ہے مجھے۔" تقریباً پونے چار گھنٹے سے وہ ذروہ کے ساتھ مارکیٹ میں خوار ہورہا تھا لیکن ذروہ کی خریداری ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ تبھی وہ اکتا کر بولا۔

"جہاں اتنا صبر کیا ہے وہاں تھوڑا اور کرلو۔ بس کچھ چیزیں رہ گئی ہیں۔" وہ مصروف سے انداز میں گویا ہوئی۔ اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔

"واٹ...... کچھ چیزیں اور؟ اپیا پہلے آپ آل ریڈی اتنا کچھ خرید چکی ہیں۔ اگر آپ کو سارا دن مارکیٹ میں گزارنا تھا تو نامن کو لے آتیں' کم از کم وہ آپ کا ساتھ تو دیتا۔ آپ جانتیں ہیں ناں مجھے بابا نے آفس بلوایا ہے' اگر نہ گیا تو جانتیں ہیں ناں آپ؟" وہ دھیرے سے لیکن اکتائے ہوئے لہجے میں گویا ہوا۔ ذروہ مسکرادی۔

"ڈونٹ وری' کچھ نہیں ہوتا میں ہوں ناں' بابا سے میں خود بات کرلوں گی۔"

"آپ...... آپ بات کریں گی بابا سے' لگتا ہے بنا سوچے سمجھے بول بیٹھی ہیں آپ؟" اس نے مذاقاً ہنستے ہوئے ان کی جانب دیکھا۔ وہ جھینپ سی گئیں۔

"بکومت!"

"غلط کہہ رہا ہوں کیا؟"

"اچھا بس چپ کرو اب' لوگ سن رہے ہیں' شرم کرو۔" اردگرد دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہتے ہوئے اسے شرم دلائی۔

"اوکے' آپ اپنی خریداری کرلیں' میں گاڑی میں بیٹھا ہوں' جب آپ کی شاپنگ کمپلیٹ ہوجائے تو مجھے رنگ کردیجیے گا' میں آجاؤں گا' یہاں اتنی دیر یوں فضول میں کھڑا نہیں رہ سکتا۔"

"ٹھیک ہے تم جاؤ' میں بلالوں گی۔"

"ایکسکیوزمی۔" ٹرالی گھسیٹتے ہوئے وہ آگے بڑھی تبھی کسی کی خوب صورت نسوانی آواز نے اس کے قدموں کو روک لیا۔ وہ چونک کر پلٹی تھی۔

وہ جو کوئی بھی تھی بے پناہ خوب صورت' بہت زیادہ حسین تھی میدے کی طرح سفید رنگت' جس میں گلابیاں گھلی ہوئی تھیں۔ تیکھے نقوش' جھیل جیسی گہری آنکھیں' بہت بڑی بڑی روشن سی...... ذروہ تو جیسے مبہوت سی اسے دیکھے گئی۔ دوسری جانب اس نے حیرت سے خود پر جمی اس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کی آنکھوں کو دیکھا تھا۔ دھیرے سے مسکراتے ہوئے اور کچھ سٹپٹاتے ہوئے اس نے اسے متوجہ کرنا چاہا۔

''ہوں...... ہوں۔''

''ایکسکیوزمی' کیا آپ مجھے سن رہی ہیں؟'' ذروہ بری طرح چونکی تھی۔

''آں...... ہاں' اوآئم سوسوری' آپ کچھ کہہ رہی تھیں کیا؟'' اپنی بے خودی پر خود کو سرزنش کرتے گڑبڑاتے ہوئے پوچھا۔

''جی ایکچوئیلی آپ کے پیکٹس نیچے گر گئے تھے۔ آپ نے شاید دھیان نہیں دیا۔'' اس کی بات پر اس نے چونک کر اس کے بڑھے ہوئے ہاتھوں کو ایک نظر دیکھا تھا جس میں دو پیکٹس تھے اور دوسری نظر ٹرالی پر ڈالی تھی' جو فل بھر چکی تھی' بلکہ ٹرالی کی سطح پر ابھرے ہوئے پیکٹ نیچے گرنے کی تگ ودو میں تھے۔ وہ اپنی بے خیالی پر جھینپتے ہوئے دل ہی دل میں مسکرادی۔

''او مجھے خیال ہی نہیں رہا۔ اینی وے' تھینک یو۔''

''اِٹس اوکے۔'' مسکراتے ہوئے اسے پیکٹس تھمائے اور پلٹنے لگی۔

''ایکسکیوزمی۔''

''جی۔'' وہ چونک کر پلٹی۔

''میں آپ کا نام جان سکتی ہوں؟''

''آغامینا۔'' دھیرے سے مسکراتے ہوئے بتایا۔

''نائس نیم' بائی داوے میں ذروہ ہوں۔'' مصافحے کے لیے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اپنا نام بتایا۔

''آپ سے مل کر خوشی ہوئی ذروہ جی۔''

''مجھے بھی۔'' اس نے بھی مسکراتے ہوئے اپنے دل کی بات اس تک پہنچائی۔

''اوکے ذروہ جی' میں اب چلتی ہوں' میری خریداری تو ہوگئی۔''

''میری بھی آل موسٹ کمپلیٹ ہو ہی چکی ہے خیر' اگین تھینکس آغامینا۔'' اس کا نام لیتے ہوئے اسے حیرت انگیز طور پر بے انتہا خوشی ہوئی تھی۔ اسے لگا جیسے اس کے منہ میں مٹھاس درآئی ہو۔ دل ہی دل میں وہ حیران ہوئی تھی۔

''اِٹس مائی پلیژر۔ اوکے ذروہ جی اللہ حافظ۔''

''اللہ حافظ۔ اگر تم سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو مجھے بہت اچھا لگے گا۔'' جاتے جاتے اس نے اپنے دل کی بات کہی۔

''ان شاء اللہ!'' ایک نظر اس کی جانب دیکھا اور مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلا کر چلی گئی۔ چند ثانیے اسے دیکھتے رہنے کے بعد ذروہ نے اپنی ٹرالی کی جانب دیکھا اور اپنی ہی بے خبری پر محظوظ کن انداز میں مسکراتے ہوئے سیل فون پر نمبر پریس کرنے لگی۔

......☆☆☆......

وہ چلتے چلتے ٹھٹک کر رکا تھا۔ اسے شک ہوا تھا کہ شاید کسی نے اسے پکارا ہے۔ چند پل رک کر اس نے دوبارہ سے آواز سننا چاہی' مگر کوئی آواز نہیں تھی۔ اپنا وہم جان کر اس نے سر جھٹکا اور قدم آگے بڑھا دیئے۔

''ایکسکیوزمی' پلیز سنیے۔'' وہ پھر ٹھٹک کر رکا۔ چند پل یونہی کھڑا رہنے کے بعد دوبارہ سے اپنے قدم بڑھائے۔

''افوہ...... بھئی رکیے۔ بہرے ہیں کیا؟'' اب کے ذرا زور سے پکارہ گیا تھا۔ تب اسے لگا یہ آواز اس کا وہم نہیں بلکہ حقیقتاً اسے پکارا گیا ہے۔ وہ چونک کر پلٹا تھا۔

(جاری ہے)

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY